قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 12 فروری 2022ء | 12 رجب 1443 ہجری قمری | 12 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:37

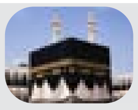

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

(البقرہ: 187)

ترجمہ۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’اللہ تعالیٰ کا قرب اس کی قربت اور دعاؤں کی قبولیت کچھ شرائط کے ساتھ ہے۔ پہلی تو یہی کہ اس کا عبد بن کے رہنا ہے۔ خالص اس کا ہونا ہے۔ خالص ہو کر اس کی عبادت کرنی ہوگی۔ اس کو سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنا ہوگا۔ پھر یہ کہ جب بھی مانگنا ہے اس سے مانگنا ہے۔ یہ نہیں کہ دل میں چھوٹے چھوٹے خدا بنائے ہوں جس سے کوئی فائدہ پہنچ رہا ہو اس کی جھوٹی سچی تعریفیں بھی شروع کر دیں۔ بعضوں کو افسروں سے فائدہ پہنچتا ہے تو وہ ان کو یا ان کے بچوں کو خوش کرنے کے لئے بعض دفعہ نمازیں تک ضائع کر دیتے ہیں اور ان کے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا کہ یہ باتیں قرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں کہ جب بھی تم کوئی کام کر رہے ہو، دنیاداری کا بھی کام کر رہے ہو تو تمہاری یہ دنیاداری یہ تمہاری نمازوں میں روک نہ بنے، تمہاری عبادتوں میں روک نہ بنے۔ تمہاری کاروباری مصروفیات تمہیں عبادتوں سے غافل کرنے والی نہ ہوں۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے متعلق آتا ہے کہ ایک دفعہ ان کی ملکہ سے کوئی میٹنگ تھی، گئے ہوئے تھے، تو کچھ دیر کے بعد انہوں نے بڑی بے چینی سے اپنی گھڑی دیکھنی شروع کر دی۔ آخر ملکہ کو پتہ لگا اس نے پوچھا۔ آپ نے کہا ایک خدا ہے جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور اب میرا اس کی عبادت کا وقت ہے۔ تو یہ جرأت ہونی چاہئے کہ کوئی بڑے سے بڑا افسر یا بادشاہ بھی ہو، اس کے سامنے بالکل نہیں جھجکنا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سامنے کوئی بھی ہستی نہیں ہے۔ یہ تو سب دنیاوی چیزیں ہیں۔ آخر اس کو اپنے عملہ کو بھی کہنا پڑا کہ آئندہ یہ خیال رکھنا کہ ان کے نمازوں کے وقت اگر آئیں تو خود ہی بتا دیا کرو۔ تو یہ جرأت ہر احمدی کو دکھانی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 22؍ اکتوبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- حصارِ عافیت، دارالسکینہ یہ خلافت ہے (منظوم)
- ’’بعض قرض کبھی نہیں اتارے جا سکتے‘‘
- طبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
- کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اکرمؐ کے امتی ہو سکتے ہیں؟

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت طلب کرنا محبوب ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا اس ابتلا کے مقابلے پر جو آچکا ہے اور اس کے مقابلہ پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو، نفع دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔

(ترمذی کتاب الدعوات۔ باب ماجاء فی عقد التسبیح بالیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے مَیں اس وقت اس کے ساتھ ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔ اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

(ترمذی کتاب الدعوات۔ باب فی حسن الظن باللہ عز وجل)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

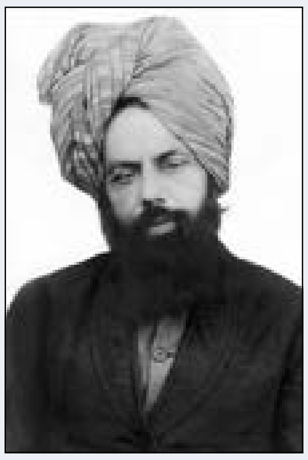

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ میں بہت نزدیک ہوں۔ یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آ سکتا ہے۔ اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ میرا قادر ہونا بھی بپایۂ یقین تک پہنچتا ہے۔ لیکن چاہئے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں نیز چاہئے کہ وہ مجھ پر ایمان لاویں اور قبل اس کے جو ان کو معرفت تامہ ملے اس بات کا اقرار کریں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے اسی کو عرفان دیا جاتا ہے‘‘

(ایام الصلح صفحہ 31 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 649)

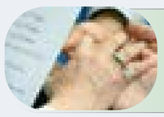

دربارِ خلافت

مَیں جب حاضر ہوا تو حضورؑ کی بزرگ شان کا تصور کر کے میری چیخیں نکل گئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے 1897ء میں بذریعہ خط بیعت کی تھی اور دو سال بعد زیارت ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ مولوی امام الدین صاحب 1897ء میں مجھ سے پہلے بھی ایک دفعہ قادیان جا چکے تھے، مگر مخالفانہ خیالات لے کر آئے تھے۔ (قادیان تو گئے تھے لیکن بیعت نہیں کی اور نہ صرف بیعت نہیں کی بلکہ مخالفت میں بڑھ گئے۔) مگر جب مجھے بار بار خوابیں آئیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادیان آئے ہیں تو ان پر (امام الدین صاحب پر) بھی اثر ہوا۔ اور ہم دونوں نے 99ء میں جا کر بیعت کی۔ جب ہم مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو مولوی صاحب سیڑھیوں پر آگے آگے تھے اور میں پیچھے پیچھے۔ میں نے یہ بات سنی ہوئی تھی کہ بزرگوں کو خالی ہاتھ نہیں ملنا چاہئے۔ مَیں نے پیچھے سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر ایک روپیہ نکالا مولوی صاحب حضرت صاحب سے ملے۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو کہا کہ جولڑکا آپ کے پیچھے ہے اس کو بلاؤ۔ میں جب حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام کی بزرگ شان کا تصور کر کے میری چیخیں نکل گئیں۔ حضرت صاحب میری پیٹھ پر بار بار ہاتھ پھیرتے اور تسلی دیتے مگر میں روتا ہی جاتا تھا۔‘‘ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ جلدنمبر 10 صفحہ 33-32 از روایات حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ) (کیونکہ خوابیں یاد آ جاتی تھیں، کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قادیان میں دیکھا۔ اور اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھ کے ایک اپنی کیفیت بھی تھی۔ حضرت چوہدری احمد دین صاحب (ان کی بیعت غالباً 1905ء کی ہے) بیان کرتے ہیں کہ راولپنڈی میں کتابیں دیکھنے سے پہلے مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں دیکھنے سے پہلے۔) کہ گویا حضرت داتا گنج بخش صاحب کا روضہ ہے اور مجھے اُس وقت ایسا معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہے جس پر کہ چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا، اُس نے قبر کے اوپر ہو کر وہ ہار اپنے دونوں ہاتھوں سے نیچے کیا تو اُس کے ہاتھ نیچے چلے گئے۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا کہ جسم مطہر کے نیچے اُس نے وہ پھولوں کا ہار رکھ دیا ہے۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے نیچے وہ ہار رکھ دیا ہے) جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مدفون ایک بارہ سالہ لڑکے کی شکل میں باہر نکل آیا اور سب سے پہلے انہوں نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اُس لڑکے کی شکل حضرت مرزا صاحب کی شکل سے ملتی تھی۔ مَیں نے اُس وقت خیال کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ الٰہی کے خلاف کس طرح دنیا میں زندہ ہو کر آ سکتے ہیں؟ اُس وقت یہ بھی خیال آیا کہ مرزا صاحب جو بروزِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو یہ وہی واقعہ نہ ہو۔ اتنے میں مجھے جاگ آ گئی۔ اُس خواب سے مجھے حضرت صاحب کی صداقت کے متعلق کچھ اثر ہوا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلدنمبر 10 صفحہ 68 تا 70 از روایات حضرت چوہدری احمد دین صاحبؓ)

حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ بیان کرتے ہیں (1898ء یا 99ء کی ان کی بیعت ہے) کہ بیعت سے ایک سال قبل میں نے خواب میں دیکھا۔ اُس وقت ہم چکڑالوی تھے۔ اس سے پہلے اہلحدیث تھے۔ ہمارے محلے میں ایک شخص احمدی آ گیا۔ ہم نے اس کا مسجد میں نماز پڑھنا اور کنوئیں میں سے پانی بھرنا بند کر دیا تھا۔ اس لئے کہ ہم اُسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے کنوئیں کے مغرب کی طرف امریکن پادریوں کی ایک کوٹھی ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ مغرب کی طرف ایک راستہ ہے۔ راستہ میں ایک آدمی کھڑا ہے۔ اُس نے ایک پتنگ اڑائی ہے۔ مَیں اُس آدمی کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور اِس آدمی کو بھی۔ (دو آدمی تھے ناں۔ تو اس آدمی کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور اُس آدمی کو بھی۔) اسی اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ اس کوٹھی میں ایک مرصع تخت بچھا ہے۔ (ایک بڑا سجایا تخت ہے) اُس پر ایک خوبصورت لڑکا بیٹھا بانسری بجا رہا ہے اور تخت ہوا میں لہرا رہا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی جو پتنگ اڑا رہا تھا اُس نے پتنگ اس لڑکے کی طرف اُڑایا یہاں تک کہ پتنگ لڑکے کے سر کے ساتھ لگا۔ اُس کا لگنا ہی تھا کہ دھواں پیدا ہو گیا۔ نہ وہ تخت رہا، نہ لڑکا۔ سب کچھ دھواں ہو گیا۔ پہلے لڑکے کی شکل سیاہ ہوئی پھر دھواں ہو گیا مگر پتنگ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ پھر میں نے مولوی فیض دین صاحب کو اس مسجد کبوتراں والی میں آ کر خواب سنائی۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ یونہی خیال ہے، جانے دو۔ دوسری خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم دونوں بھائی بازار میں جا رہے تھے، تمام بستی ہندوؤں کی تھی۔ ایک بوڑھے شخص کو ہم نے قرآن پڑھتے سنا۔ جب ہم واپس آئے تو

بقیہ صفحہ 4 پر

حصارِ عافیت، دارالسکینہ یہ خلافت ہے

مصائب کے سمندر میں سفینہ یہ خلافت ہے
ہے منزل آسماں بے شک، پہ زینہ یہ خلافت ہے

سجاتے ہیں دکانوں پر سبھی خود ساختہ گوہر
نظامِ آسمانی کا نگینہ یہ خلافت ہے

نہیں ہے زندگی اس میں جسے مذہب وہ کہتے ہیں
دھڑکتا دل ہوا جس کا وہ سینہ یہ خلافت ہے

اترتا آسماں سے ہے ضمانت زندگی کی ہے
مصفّٰی آب ہے اور آبگینہ یہ خلافت ہے

وسیلے اور بھی ہوتے رہے ہر دور میں پہلے
خدا کی بندگی کا اب قرینہ یہ خلافت ہے

سکینت ڈھونڈنے والو! ادھر آؤ، ادھر دیکھو
حصارِ عافیت، دارالسکینہ یہ خلافت ہے

دکھوں دردوں کے دریا جس سمندر میں گریں آ کر
جہاں بھر کے غموں کا وہ دفینہ یہ خلافت ہے

منور رحمتوں سے برکتوں سے آستانہ اک
دعاؤں سے بھرا ہے جو خزینہ یہ خلافت ہے

ابن الواحد

اداریہ

''بعض قرض کبھی نہیں اتارے جا سکتے''

تجھے اے ماں! بلاؤں کہاں سے

کچھ روز قبل خاکسار الفضل سے محبت اور عقیدت رکھنے والے خیر خواہوں کے اسٹیٹس دیکھ رہا تھا۔ یونان کے ایک احمدی دوست مکرم ارشد محمود نے اپنے اسٹیٹس پر ایک بڑی عمر کی خاتون کی فوٹو لگا رکھی تھی جو اپنے بچے کے لئے نئی سائیکل کاندھوں پر رکھے گھر کو جا رہی تھی۔ اس فوٹو کے نیچے کیپشن اس طرح لکھا ہوا تھا۔

بعض تصاویر جھنجوڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ اس خاتون کو پتہ ہے کہ یہ سائیکل چل سکتی ہے لیکن اس نے اسے اپنے کاندھوں پر اس لئے اٹھایا ہوا ہے کہ کہیں اس کے نئے پن میں کوئی کمی نہ آ جائے اور بچے کو تحفہ بالکل نیا نکور ملے۔

اس تصویر پر ایک عرب اخبار نے یہ عنوان جمایا ہے

''بعض قرض کبھی نہیں اتارے جا سکتے''

میں مندرجہ بالا عنوان کو سادہ فہم قارئین کے لئے اپنی نوکِ قلم سے آسان و سلیس کر کے بیان کر دیتا ہوں کہ ہر والد، والدہ، بڑے بہن بھائی یا سرپرست اگر چھوٹے بچوں یا عزیزوں کو تحفہ دینا چاہتے ہیں تو وہ تحفہ ''پنی پیک'' یا سِیل بند (seal packed) ہوتا ہے۔ بچے ہی اسے کھولتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر تحفہ کھول کر پیش کریں تو بچے ناراض ہوتے ہیں اور بسا اوقات کھلا ہوا تحفہ وصول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ زیر بحث تصویر میں وہ ماں سائیکل کے سہارے گھر پہنچ سکتی تھی۔ مگر اس ماں کی دلی خواہش تھی کہ میرے بچے کی سائیکل کے ٹائروں کو مٹی نہ لگے اور اس وجہ سے استعمال شدہ لگنے کی بجائے نئی نکور سائیکل ہی گھر پہنچے اور میں اپنے بچے کو پیش کروں۔ جس کے لئے اس ماں نے اپنے بچے کی دلی خواہش کی لاج رکھ کر اسے پورا کرنے کے لئے پیسے اکٹھے کر کے اپنے آپ کو مشکل میں ڈالا۔ اس طرح کے لاکھوں کروڑوں والدین ہوں گے جو اپنے بچوں کی خوشیاں پوری کرنے کی خاطر نہ جانے کتنی مشکلات میں سے گزرتے ہوں گے۔

مجھے اس تصویر کو دیکھ کر آج سے کچھ سال قبل پاکستان کے سائیکلوں کے شہر ربوہ میں گزرا ہوا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ مجھے ایک بزرگ کو سائیکل کو داہنے ہاتھ سے چلاتے ہوئے پیدل جاتے دیکھا تو میں نے پوچھ لیا۔ بزرگو! سائیکل پر چڑھ کیوں نہیں جاتے؟ تو جواب ملا کہ سائیکل کو میں سہارے کے طور پر اپنے ساتھ رکھتا ہوں کہ کہیں گر نہ جاؤں مگر اس بوڑھی ماں کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں گروں یا مجھ پر تھکاوٹ طاری ہو، لیکن بچے کی نئی سائیکل چلانے کی وجہ سے گرد آلود نہ ہو کر داغدار نہ ہو۔ اسی لئے تو عرب اخبار نے کیا ہی عمدہ اور سچ پر مبنی اس نایاب فوٹو پر یہ Caption لگایا ہے۔ بعض قرض کبھی نہیں اتارے جا سکتے۔

ان الفاظ میں لفظ ''بعض'' غور طلب ہے۔ اس میں سے کون کون آتے ہیں۔ میرے نزدیک بعض میں سب سے اول پیارے اللہ میاں کا نام آتا ہے۔ جن کے احسانات کا قرضہ نہیں چکایا جا سکتا۔ جو انسان کی پیدائش سے قبل ہی صفت الرحمٰن کے تحت ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسے بہت سی دوسری نعمتوں کے ساتھ ہوا، پانی وغیرہ وغیرہ۔ تازہ ہوا کی نعمت کا اندازہ تو مری پاکستان میں برفباری کے طوفان کے دوران وہ لوگ تو آسانی سے لگا سکتے ہیں جو اپنی گاڑیوں میں موت و زندگی کے کھیل میں بچ نکلے اور اپنی گاڑیوں میں مقید 22 کے قریب افراد تازہ ہوا نہ ملنے کے باعث اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی اور بہت سی نعمتیں ہیں جن کی شکر گزاری ضروری ہے اور انسان چاہے رات دن اس کی عبادت کرتا رہے اور شکر ادا کرتا رہے، اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

''بعض'' کے لفظ میں دوسرے نمبر پر ماں کا ذکر آتا ہے۔ ماں کو بھی مجازی طور پر خدا کا ہی درجہ دیا جاتا ہے کیونکہ اس وجود میں اللہ تعالیٰ کی اہم صفات رحمان و رحیم کے زیادہ معانی و مطالب جلوہ گر ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے ماں رحیم ہوتی ہے اور ماں کا رحم بھی رحیم سے نکلا ہے اور جو تعلقات ماں کی طرف منسوب ہوتے ہیں انہیں رحمی رشتے کہا جاتا ہے۔ جنگ بدر میں جب ایک خاتون کو جو اپنے بچے کی تلاش میں پاگلوں کی طرح سرگرداں پھر رہی تھی۔ بچہ ملنے پر اتنا خوش تھی کہ اس کو چوم چاٹ رہی تھی۔ پیار کر رہی تھی۔ جسے دیکھ کر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا اس ماں سے زیادہ اپنی مخلوق کے لئے رحیم ہے۔ اس کا بھولا بھٹکا بندہ جب اس کے دربار میں حاضر ہوتا ہے تو اس کو اس ماں سے بھی کہیں بڑھ کر پیار آتا ہے اور وہ اس کی تمام تر آرزوئیں، خواہشیں اور دعائیں پوری کرتا ہے۔

بعض قرض جو معاف نہیں ہو سکتے ان میں ایک ماں کا قرض ہے جو وہ اپنی اولاد کو پالنے پوسنے سے کرتی ہے۔ یہ سلسلہ تو ساری زندگی جب تک ماں زندہ ہے بلکہ اس کی وفات کے بعد دعاؤں اور اس کی بہنوں وعزیز و اقارب سے حسن سلوک کرنے سے جاری رہتا ہے۔ لیکن اب بات کرتے ہیں ابتدائی دور کی جب نو ماہ تک وہ اسے اپنے ساتھ اٹھائے رکھتی ہے۔ اس ماں پر نو ماہ میں جو کیفیات آتی ہیں اور ماں کن حالتوں سے گزرتی ہے۔ اس کا اندازہ تو وہ ہی لگا سکتی ہے۔ اس دوران وہ کسی سے شکوہ شکایت نہیں کرتی۔ اس بوجھ کے ساتھ وہ گھر کے تمام کام کاج کر رہی ہوتی ہے۔ چلنا پھرنا اس کے لئے دوبھر ہو رہا ہوتا ہے۔ مگر اس خوشی میں کہ چند مہینوں میں میری گود بھرنے والی ہے وہ خاموشی کے ساتھ یہ تمام مراحل پر تکالیف برداشت کرتی ہے۔

ایک خاتون ڈاکٹر کے پاس آئی۔ ڈاکٹر نے پوچھا جی بی بی! کیا مسئلہ ہے؟ عورت بولی بیٹا بھوکا رہ جاتا ہے، دودھ نہیں اترتا! ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ لو پرچی انجکشن لکھ کے دیا ہے لگواتی رہنا۔ کچھ دن بعد وہ عورت دوبارہ آئی اور بولی ڈاکٹر صاحب! بچہ فیڈ تو لے رہا ہے لیکن ہڈیاں درد کرتی ہیں بدن ٹوٹتا ہے۔ ڈاکٹر بولا، تو انجکشن لگوانا بند کر دو۔ عورت بولی نہیں۔ بچہ بھوکا رہ جائے گا۔ یہ کہہ کر واپس چل دیتی ہے۔

کچھ سال بعد زمانہ بدلتا ہے، والدہ ادھیڑ عمر میں اور بچہ جوان ہو جاتا ہے۔ ایک دن کراہنے کی آواز سن کر بیٹا ساتھ والے کمرے سے اٹھ کر آتا ہے: کیا ہے اماں! ماں جواب دیتی ہے کہ بیٹا! معدہ میں درد ہے اور بدن ٹوٹ رہا ہے۔ بیٹا لاپرواہی سے بولتا ہے۔ اماں! پھر کچھ الٹا پلٹا کھا پی لیا ہو گا۔ نہ خود سوتی ہو نہ ہمیں سونے دیتی ہو!۔ یہ انجان اور بے پرواہ بیٹا کیا جانے اس کی اس بوڑھی ماں نے کتنی تکلیفوں کے بعد اس کو جنا تھا۔ جب یہ چل پھر اور کھا پی بھی نہیں سکتا تھا، حتیٰ کہ اپنی حفاظت بھی خود نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی ماں نے راتوں کو جاگ جاگ کر خدمتیں کیں۔ اس کے پیشاب سے گیلے ہونے والے بستر پر خود لیٹ کر اس کو اپنی خشک جگہ پر سلایا، پر کبھی کوئی شکایت کا کلمہ منہ پر نہیں آیا۔ ماں نے خود روکھی سوکھی روٹی کھا کے گزارہ کیا لیکن بیٹے کو سالن یا ترکاری کے ساتھ دیسی گھی میں چوپڑ کر روٹی کھلائی۔ پیار سے، لاڈ سے باتوں میں لگا کر اس کا پیٹ بھرا۔ بچے کی بیماری میں اتنی ہلکان ہوتی کہ گویا اسی کو بیماری لگ گئی ہو۔ جب وہ روتا تو پریشان ہوتی اور جب ہنستا تو مسکرا دیتی۔ کیا ہے یہ ماں؟ یہ میرے اللہ نے بنائی ہے۔ یہ حسین تخلیق اللہ ہی کی جلوہ گری ہے۔ مجھے لگتا ہے ماں کی محبت ہمالیہ پہاڑ جیسی ہے، جس کی بلندیوں کو کوئی ناپ نہیں سکتا۔ یہ وہ اوقیانوس کا گہرا سمندر ہے، جس کی گہرائیوں کا اندازہ کوئی لگا نہیں سکتا۔ ہمیں اپنا بچپن بہت یاد ہے جب ماں ہمارا سب احوال ایک منٹ میں جان لیتی تھی۔ ماں تو ماں ہوتی ہے، پہچان لیتی ہے کہ آنکھیں سونے سے لال ہوئی ہیں یا رونے سے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

داستانِ میرے لاڈ پیار کی
اک ہستی کے گرد گھومتی ہے
پیار جنت سے اس لئے ہے مجھے
کہ یہ میری ماں کے قدم چومتی ہے

ایک ماں نے بتایا اپنے بیٹے کو، جب تو پہلی بار بولا تھا۔ میں جھوم اٹھی تھی اور تجھے چوم لیا تھا۔ پر اب تو بولتا ہے تو میں، سہم جاتی ہوں اور ڈر جاتی ہوں۔ تو ایسے نا ہنجار بچے بھی ہوتے ہیں جو ماں کی ممتا اور اس کے احسانات کو یکسر بھول جاتے ہیں اور پس پشت ڈال دیتے ہیں، ماں کے بل بوتے پر پلنے والے یہ بڑے ہو کر اپنے آپ کو کیا سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اور جب ان کے ہاتھوں سے سب کچھ نکل جاتا ہے اور ماں کا ٹھنڈا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے۔ اور وہ تپتے صحرا کی چلچلاتی دھوپ میں ننگے پیر بے یار و مددگار کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کے منہ سے افسوسناک اور

دکھ بھری آہوں کے ساتھ نکلتا ہے کہ

ہائے ماں ! تیرا حق ہم سے ادا نہ ہوسکا!!!!

ہم مرد حضرات ماں کے پراسس سے گزرنے والی خواتین کا خیال دل میں لائیں، ذرا سا تخیل ذہن میں لائیں تو ان کی اذیت اور تکلیف کی وجہ سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ہمیں تو بازار یا مارکیٹ سے خرید وفروخت کے بعد ایک شاپر گھر لانا ہو تو ہم بوجھ محسوس کرتے ہیں حالانکہ وہ کتنے لمحات کا سفر ہوتا ہے۔ ہم بچپن میں آٹا پسوانے کے لئے سر پر یا کاندھوں پر بوری رکھ کر چکی تک لے جاتے تھے تو وہاں پہنچ کر زور سے نیچے بوری کو پھینک دیتے تھے کہ بوجھ محسوس ہو رہی ہے۔ بوری کا بوجھ اتار کر اپنے آپ کو ہلکا محسوس کرتے تھے۔ یہی کیفیت ربوہ میں نلکوں سے میٹھا پانی بھرنے میں ہوتی تھی۔ اتنی معمولی تھکاوٹ میں بعض اوقات ہم اپنے بچوں یا چھوٹے بھائیوں کو کہہ کر جسم کو دبواتے بھی تھے۔ اور تھکاوٹ تھکاوٹ کا واویلا بھی کر رہے ہوتے تھے۔ مگر یہ ماں ایک طرف نو ماہ تک بچے کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے اور جب پیدائش کا وقت قریب آتا ہے تو ایک ایسی تکلیف سے گزرتی ہے کہ اگر کہا جائے کہ ایک دنیا چھوڑ کر نئی دنیا میں آئی ہے یا یوں کہہ لیں کہ بچے کی پیدائش کے ساتھ اس کا بھی نیا جنم ہو رہا ہوتا ہے۔ اور بعض حالات میں گود کے بچہ کو بھی ساتھ اٹھا رہی ہوتی ہے۔ اس دوران اس کے رہن سہن میں تبدیلی آ رہی ہوتی ہے۔ اس کی غذا کم ہوتی نظر آتی ہے۔ گرمی کی حدت اور سردی کی شدت کو بھی برداشت کر رہی ہوتی ہے۔

پھر پیدائش کے بعد ماں کی قدر بڑھانے کے لئے صرف یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ وہ بچہ کے لئے بہت سی تکلیفیں سہتی ہے، گیلی جگہ خود سو جاتی ہے، اپنے منہ کا نوالہ پہلے اس کو دیتی ہے۔ حالانکہ ماں کی قربانی اس سے کہیں زیادہ ہے۔ بچے کو پالنا اور اس کا خیال رکھنا آسان کام نہیں۔ اگر اس کیفیت سے گزرنے پر لکھی جانے والی ڈھیروں کتب اور لاتعداد مضامین کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے عمل سے لے کر بچے کے بڑے ہونے تک جو کیفیت ماں پر گزر رہی ہوتی ہے۔ ایک مرد اس کا پاسکو بھی نہیں اور لاکھ چاہنے کے باوجود ایک ماں کے حالات کا احاطہ نہیں کرسکتا۔صرف بچے کو اپنا دودھ پلانا یہی ایک تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔خصوصاً اس وقت جب بچہ دودھ نہ پی رہا ہو اور دودھ مسلسل اتر رہا ہو اور اس کی زیادتی کی وجہ سے جس تکلیف اور اذیت سے ماں گزر رہی ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ بچے کی دیکھ بھال، اس کی رضاعت ماں کو اپنا کھانا پینا اور آرام سب کچھ بھلا دیتی ہے۔ اس کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں۔ اگر گھر میں دو تین بچے پل رہے ہوں تو ماں پر چوبیس گھنٹے ایک قیامت برپا رہتی ہے۔مگر کوئی شکوہ نہیں، کوئی شکایت نہیں۔ وہ کھانا بھی پکا رہی ہے، وہ کھانا پکا کر تقسیم بھی کر رہی ہے۔ اپنے خاوند کا بھی خیال رکھ رہی ہوتی ہے اسی طرح اگر کوئی مہمان آجائے تو اس کی تواضع بھی ہو رہی ہوتی ہے۔مشترکہ خاندانی نظام (Joint family system) میں وہ اپنے بڑوں کا بھی خیال رکھتی ہے۔ مگر اف نہیں کرتی جبکہ خاوند کی زندگی کم و بیش سابقہ روٹین میں ہی رواں دواں ہوتی ہے۔ اگر نیند میں ذرا سا بھی خلل آجائے تو وہ اپنا غصہ نکال لیتا ہے۔ اور بیوی یعنی بچوں کی ماں گھر کے ماحول کو جنت نظیر بنائے رکھنے کے لئے اسے بھی ہنسی خوشی برداشت کر لیتی ہے۔ بچہ جب بڑا ہوتا جاتا ہے اس کی حرکتیں، اس کی ادائیں، اس کی تکالیف سب ماں برداشت کرتی ہے۔ صبح اٹھ کر اسکول کے لئے بچوں کو تیار کرنا، انہیں ناشتہ دینا، اسکول چھوڑ کر آنا، اس کے کپڑے استری کرنا، پارکوں میں سیر کے لئے لے کر جانا، اپنے آرام کو بے آرامی میں بدلنا یہ سب ایسے قرض ہیں جو کبھی نہیں اتارے جاسکتے۔

میں نے تو ابھی بچپن کا ہی نقشہ کھینچا ہے اور نوجوانی اور شادی کے بعد اپنی بہو اور پوتے پوتیوں کے نخرے برداشت کرنا،ان کو سہنا یہ ایک الگ طویل باب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضور ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں سے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے تو آپؐ نے تین بار پوچھنے پر ماں، تیری ماں، تیری ماں کہہ کر اس قرض کی طرف توجہ دلائی۔

(صحیح بخاری کتاب الادب)

حضرت اویس قرنیؓ کو اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کرنے کی وجہ سے دو انعامات سے نوازا گیا۔

1۔حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کا ’’السلام علیکم‘‘ حضرت اویس قرنیؓ تک پہنچایا۔

2۔آپ کو آنحضور ﷺ کی زیارت کے بغیر ہی صحابی کا درجہ ملا اور رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ کا ٹائٹل ملا۔

الغرض ماں کے احسانات و اکرامات کا قرض اولاد پر ایسا قرض ہے جو ہر طرح کی خدمت اور عزت دے کر بھی نہیں اتر سکتا بلکہ ماں کی وفات کے بعد بھی یہ قرض قائم رہتا ہے جو اس کے لئے دعائیں کر کے اور اس کے عزیز واقارب کی خدمات کر کے بھی نہیں اترتا۔

ماں کی محبت اور شفقت کی کیفیت تو اس واقعہ میں پنہاں ہے جو آئے دن تقاریر اور سوشل میڈیا کے ذریعہ سنتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے ایک نوجوان سے کہا کہ تمہاری درخواست اس وقت تک میرے دربار میں پذیرائی نہیں پاسکتی جب تک تم اپنی ماں کا سر قلم کر کے ٹرے میں رکھ کر میرے سامنے پیش نہ کرو۔ اس بے رحم،خونخوار اور نالائق اولاد نے اپنی درخواست کی پذیرائی کی خاطر ایسا کر ڈالا اور جب وہ ماں کا سر ٹرے میں رکھ کر بادشاہ کے دربار کی طرف بڑھ رہا تھا تو پتھر کی ٹھوکر سے اس کا پاؤں اکھڑا اور ماں کا سر نیچے گرا۔ اور گرتے ہی آواز آئی۔ بیٹا! چوٹ تو نہیں لگی؟ پس یہ ایک تمثیلی حکایت ہی ہے لیکن اس میں ماں کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ ماں کے انہی احسانات کو سامنے رکھ کر بالکل ٹھیک کہا گیا ہے۔

بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے

اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور بے قابو قلم کو روکتا ہوں، کہیں ماں کی محبت اور شفقتوں کے بحر بے کراں کے موجزن جذبات میں بہہ کر پورے دن کے اخبار کے برابر ہی نہ لکھ ڈالوں، کہ یہ موضوع ہے ہی ایسا جس کے صفحہ قرطاس پر اتارنے کے لئے نہ تھکاوٹ ہے اور نہ وقت کی کمی ہے، بس لکھتے چلے جانے کو ہی دل کرتا ہے کہ شائد اسی طرح کچھ قرض ادا ہوسکے اور دل کا بوجھ ہلکا ہو۔ میں قلم کو بریک لگا کر چشم تصور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میرے تمام پیارے اور قابل صد احترام قارئین کے بھی یہی جذبات ہوں گے۔ ان تمام کی طرف سے تمام کی شفیق ماؤں کو محبت بھرا سلام اور عقیدت بھرا سلوٹ۔

تُو جابسی ہے زمین کے اندر
تیری خوشبو آتی ہے آسماں سے
نہ تُو دُور ہے نہ تو پاس ہے
تجھے اے ماں! بلاؤں کہاں سے

(ابوسعید)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

پھر بھی وہ پڑھ رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص پکا مسلمان اور بے دھڑک آدمی ہے جو ہندوؤں کی بستی میں قرآن پڑھ رہا ہے۔ بیعت کے بعد جب حضرت صاحب کا فوٹو دیکھا تو پتہ لگا کہ یہ وہی شخص ہے اور جو شخص پہلی خواب میں پتنگ اڑا رہا تھا وہ بھی یہی شخص تھا، (یعنی دونوں خوابوں میں ایک ہی شخص تھا)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلدنمبر 10صفحہ 168-167۔ از روایات حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ)

حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ (مزید) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں قادیان گیا۔حضرت صاحب فرمانے لگے کہ بتاؤ سیالکوٹ میں طاعون کا کیا حال ہے؟ میں نے واردات کا ذکر کیا۔ساتھ ہی میں نے ایک خواب بیان کیا کہ یا حضرت! میں نے دیکھا کہ ہمارے مکان پر پولیس کے آدمی بندوقوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کا گھر طاعون سے محفوظ رہے گا۔ آپ کا خدا حافظ ہے۔ (چنانچہ محفوظ رہے۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلدنمبر 10صفحہ 174-173۔ از روایات حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ)

حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں بیان فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے عبدالحق کی پیدائش کے بعد میں قادیان آیا اور مسجد مبارک میں خواب کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ حضور اس مسجد میں ٹہلتے ہیں اور اس مسجد میں صندوق رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے میرا نام سرخ سیاہی سے ایک کتاب میں درج کیا اور فرمایا کہ بابو فتح دین کو کہہ دینا کہ اب کے 13/ دسمبر کو جلسہ نہیں ہو گا۔ یہ مسجد اُس وقت فراخ نہ تھی۔خواب میں دیکھا کہ سات پٹواری مسجد مبارک کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ اُن سات میں سے صرف مجھ کو حضور نے بلوایا ہے۔تعبیر پوچھنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سات پٹواری احمدی ہوں گے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلدنمبر 11صفحہ 355-356۔ از روایات حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں)

(خطبہ جمعہ 28/ دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آصفہ سمرن۔جرمنی

طبیبِ اعظمؐ

قسط۔1

ثرید:روٹی اور گوشت کا سالن(Sareed)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا،’’حضرت عائشہؓ کو تمام عورتوں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی (ثرید) کو تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب االاطعمۃ بابُ فَضلِ الثَّرِیدِ عَلی الطَّعَامِ)

ثرید تمام کھانوں میں لذیذ،مقوی اور جلد ہضم ہو جانے والا کھانا ہے۔روٹی تمام غذا میں اعلیٰ ترین غذا ہے اور گوشت کا سالن تمام سالنوں کا سردار ہے۔جب ان دونوں کو ملا دیا جائے تو غذائیت بھر پور ہو جاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب اللَّحْمِ)

گوشت کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ یہ جنتی لوگوں کا کھانا ہے اور کھانوں میں سب سے زیادہ افضل ہے

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ)

آپ ﷺ بکری یا بکرے کے گوشت کا سالن روٹی کے ساتھ پسند فرماتے تھے۔بکری کی دستی زیادہ پسند فرماتے تھے کیونکہ اس میں چربی بہت کم ہوتی ہے۔آپ پرندوں کا گوشت بھی شوق سے کھایا کرتے تھے اور پرندوں کے گوشت کوسب اقسام کے گوشت میں فضیلت حاصل ہے۔کیونکہ ان کے ریشوں میں چربی نہیں ہوتی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخار کا مریض چکور کا گوشت کھائے اس سے اس کی کمزوری ختم ہو جائے گی اور پنڈلیاں مضبوط ہوں گی۔گائے کے گوشت کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں بیماری ہے۔لیکن آپ ﷺ نے اس کے گوشت کومنع نہیں کیا۔اس بات کو آج سائنسدان بھی مانتے ہیں اور بڑے گوشت کے استعمال سے منع کرتے ہیں۔مچھلی اور مرغی کا گوشت بھی کھانے کے اعتبار سے مفید غذا ہے۔

برصغیر ایشیا میں بھی گوشت اور روٹی شوق سے کھائی جاتی ہے۔عرب میں لوگ روٹی اور گوشت کومخصوص طریقے سے پکاتے ہیں جسے ثرید کہتے ہیں۔اور یہ بہت مقوی ہوتی ہے۔

جَو: Barley

جَو ایک ایسی مکمل غذا ہے جو جسم کی جملہ بیماریوں کوختم کر دیتی ہے۔جَو سے تلبینہ یا حریرہ بنایا جاتا ہے جو بہت مفید ہوتا ہے۔ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہؐ کے گھر والوں میں سے جب کسی کو بخار آتا تو جَو کا حریرہ استعمال کرنے کا حکم دیتے۔چنانچہ حریرا تیار کیا جاتا پھر آپ اس کو حریرہ پینے کا حکم دیتے اورفرماتے حریرہ غمگین کے دل کو تقویت دیتا ہے اور بیمار کے دل سے پریشانی زائل کر دیتا ہے جیسے تم میں سے کوئی پانی مل کے اپنے چہرہ سے میل دور کرتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب التَّلْبِينَةِ)

جو کا تلبینہ یا حریرہ بنانے کے لئے آدھا کپ جَو لیں اور پانچ گنا پانی ڈالیں جب اچھی طرح پھول جائے تو اسے ہلکی آنچ پر پکائیں جب اچھی طرح گل جائے تو شہد ڈال کر تناول فرمائیں لیکن شہد چولہے پر نہ پکائیں۔شوگر کے مریض چھوٹی مکھی کا شہد ایک سے دوگرام استعمال کر سکتے ہیں۔اس میں انسولین قدرتی طور پر موجود ہوتی ہے۔یا پھر دلیے میں میٹھی دانہ یا ادرک ڈال کر استعمال کریں۔

اس میں مکمل وٹامن ہوتے ہیں یہ نزلہ کھانسی اور شوگر اور دیگر نظام کو بہتر کرنے میں نافع ہے۔معدے کو جلاء دیتا ہے۔پیشاب آور ہے۔جسم میں لچک بڑھاتا ہے اور کمر کے مہروں کو اپنی جگہ پر واپس لاتا ہے۔ہڈیوں کومضبوط بناتا ہے۔بقول بوعلی سینا کے جَو کھانے سے جو خون پیدا ہوتا ہے وہ معتدل اور کم گاڑھا ہوتا ہے۔بمبئی کے ماہر غذا ڈاکٹر پریرہ کی تحقیق کے مطابق یوروپین جو کی نسبت دیسی جو تازہ ہونے کی وجہ سے غذائی لحاظ سے زیادہ مفید ہیں.

(طب نبوی خالد غزنوی جلد اول صفحہ 68)

چاول:Rice

مختلف اطباء کے مطابق ’’دنیا میں جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے ان میں سے ہر ایک میں بیماری اور شفا دونوں ہوتی ہیں بجز چاول کے،اس میں صرف شفا ہوتی ہے۔بیماری نہیں ہوتی اور یہ جسم کو نکھارتا ہے۔‘‘

(طب نبوی ﷺ علامہ ابن قیم الجوزیہ صفحہ 396)

چاول کو دنیا میں گیہوں کے بعدسب سے زیادہ غذا میں استعمال کیا جاتا ہے۔اگر اس کو چھلکے کے ساتھ پکایا جائے تو زیادہ وٹامن حاصل ہوتے ہیں اس کی پیچ اتار کر استعمال کی جائے تو نسوانی بیماریاں ختم ہوتی ہیں۔کمزور خواتین کو حاملہ ہونے میں مدد ملتی ہے۔اگر چاول کو مچھلی کے ساتھ استعمال کرے تو موٹاپا نہیں ہوتا۔یہ معمولی قبض پیدا کرتا ہے اس لئے اس کے ساتھ سلاد یا ریشہ دار پھل کا استعمال کریں۔معدے کومضبوط کرتا ہے اس کی اصلاح کرتا ہے ہندوستانی حکماء کا خیال ہے اگر اسے گائے کے دودھ میں پکا کر استعمال کیا جائے تو سب سے مفید اور عمدہ غذا ثابت ہوتی ہے۔

چقندر:Red Turnip

حضرت اُم منذر بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی ابن طالبؓ بھی تھے جو ابھی بیماری سے صحت یاب ہی ہوئے تھے۔ہمارے یہاں لٹکے ہوئے کھجور کے خوشے تھے۔نبی ﷺ ان خوشوں سے تناول فرما رہے تھے۔حضرت علیؓ نے بھی کھانے کے لئے لیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: علی رک جاؤ تم ابھی تو تندرست ہوئے ہو (یعنی ضعف ہے اس لئے معدہ ہضم نہیں کر سکے گا)۔میں نے نبی ﷺ کے لئے چقندر اور جَو تیار کئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے علی! یہ لو اس سے تمہیں زیادہ فائدہ ہوگا۔

(ابن ماجہ کتاب الطب باب الحِمْيَةِ)

چقندر ایک ایسی سبزی ہے جو خون بنانے میں بہت زیادہ مفید ہے یہ سرخ سیل کو تقویت دیتی ہے۔گاجر کے ساتھ استعمال کریں تو خون کے تمام اجزاء مکمل ہو جاتے ہیں۔اس کی تاثیر گرم ہے چقندر اور گاجر کا جوس ملا کر پینا مناسب ہے۔دل کو تقویت دیتا ہے۔تمام بلغمی رطوبت خارج ہوتی ہے۔کھانسی کے لئے مفید ہے۔پیشاب آور ہے اسہال روکتا ہے۔

صبح نہار منہ اس کا استعمال جسم سے فاضل مادے نکالتا ہے اور چقندر کے ساتھ ایک اخروٹ اور تین بادام استعمال کرنے سے جسم کی تمام نالیاں صاف ہو جاتی ہے اس میں غذائیت کا عنصر کم ہے۔سفید چقندر مسور کی دال کے ساتھ استعمال کرے تو قبض کشا ہے۔جلد کے لئے اچھا ہے اور جھریاں کم کرتا ہے۔اسے رائی کے ساتھ استعمال کرے تو زیادہ مفید ہے۔لیکن اسے مناسب ہی استعمال کریں زیادہ استعمال اپھارہ کرتا ہے۔

حب الرشاد:Water Cress

حب الرشاد جھاڑیوں کی صورت میں پایا جاتا ہے جن میں پھلیاں لگتی ہیں ان میں گلابی رنگ کے چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں۔ان بیجوں کو ہالیوں یا حرف کہتے ہیں۔اسے سفید سرسوں بھی کہتے ہیں اور یہ السی کی ایک قسم ہے۔

حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ سے ایک روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ’’اپنے گھروں میں لوبان اور حب الرشاد کی دھونی دیتے رہا کرو۔‘‘

(بیہقی،طب نبوی اور جدید سائنس صفحہ 70)

قدیم اور جدید اطباء کے مطابق اس کی دھونی دینے سے کیڑے مکوڑے ختم ہوتے ہیں،برص کے مرض میں مفید ہے۔ہرقسم کے نزلاتی بیماریوں میں مفید ہے۔اس کا گرم گرم جوشاندہ پینے سے قبض دور ہوتی ہے۔اس کی کلیاں کرنے سے مسوڑھوں کی سوجن ختم ہوتی ہے۔اس کا جوشاندہ سر میں لگانے سے بال گرنا رک جاتے ہیں۔جلد کے امراض میں مفید ہے۔بیرونی استعمال میں لیموں کے عرق کے ساتھ حب الرشاد کا سفوف اورام میں مفید ہے۔

(طب نبویؐ اور جدید سائنس، صفحہ 75)

خضاب:Hair colour

خضاب کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:’’یہود ونصاریٰ خضاب نہیں کرتے لہذا تم ان کی مخالفت کرو۔‘‘

(سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس باب الخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ)

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’بہترین چیز جس سے تم بڑھاپے کو بدلو مہندی اور وسمہ ہے۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب اللباس)

نیل، کتم، ذردہ:

یہ بھی خضاب کی مختلف اقسام ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عثمان بن موہب سے مروی ہے کہ ہم حضرت ام سلمیٰؓ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے ہمیں رسول کریمؐ کے منہ مبارک کا ایک بال دکھایا جو مہندی اور وسمہ سے رنگا ہوا تھا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس باب الخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ)

بقیہ صفحہ 7 پر

انصر رضا۔ واقفِ زندگی۔ کینیڈا

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اکرمؐ کے امّتی ہوسکتے ہیں؟

غیر احمدی مسلمان علماء ایک طرف تو بڑی شد و مد سے اور متعدد احادیث پیش کر کے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ قطعی طور پر آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا اور نہ ہی آئے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ قرب قیامت میں ایک نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جب ان سے اس تضاد کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے کہ تو وہ اس کی یہ تاویلات پیش کرتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور نبی نہیں آئیں گے۔

وہ نبی اکرم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے اور اسلامی شریعت پر عمل کریں گے۔

نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت نبی اکرم ﷺ سے پہلے مل چکی تھی۔

اس مختصر مضمون میں ہم صرف نکتہ۔ 2 پر بات کریں گے اور دیکھیں گے کہ کیا قرآن و حدیث کی رو سے کوئی نبی اپنے بعد مبعوث ہونے والے نبی کی امت کا فرد بن سکتا ہے یا نہیں۔ یہ متنازعہ نکتہ تاریخ مذاہب میں پہلی دفعہ نہیں اٹھایا گیا بلکہ اس سے پہلے بھی اٹھایا جاچکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ فیصلہ فرمادیا ہوا ہے کہ ایک نبی اپنے سے پہلے مبعوث ہونے والے نبی کی امت کا فرد تو کہلایا جاسکتا ہے لیکن اپنے سے بعد مبعوث ہونے والے نبی کی امت کا فرد نہیں بن سکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے یا عیسائی؟

قرآن مجید میں ذکر ہے کہ یہود ونصاریٰ کا آپس میں اس بات پر تنازعہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی ہیں یا عیسائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی اور اس کی دلیل یہ دیتا ہے کہ کوئی بھی امت کتاب کے نزول سے معرض وجود میں آتی ہے۔ چونکہ تورات اور انجیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی تھیں اور ان کے نزول سے یہودی اور عیسائی امتیں وجود میں آئیں لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں امتوں کے فرد نہیں کہلائے جاسکتے۔ یہ ایک معقولی بات ہے لہٰذا اس آیت کے آخر میں کہا گیا ہے کہ کیا تم عقل نہیں کرتے۔

﴿۳:۶۶﴾ یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىةُ وَ الۡاِنۡجِیۡلُ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۳:۶۷﴾ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجۡتُمۡ فِیۡمَا لَکُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡمَا لَیۡسَ لَکُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَ اللّٰهُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳:۶۸﴾ مَا کَانَ اِبۡرٰهِیۡمُ یَهُوۡدِیًّا وَّ لَا نَصۡرَانِیًّا وَّ لٰکِنۡ کَانَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ

اے اہلِ کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل نہیں اتاری گئیں مگر اُس کے بعد۔ پس کیا تم عقل نہیں کرتے؟ سنو! تم ایسے لوگ ہو کہ اُس بارہ میں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہے۔ تو پھر ایسی باتوں میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں کوئی علم ہی نہیں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیم نہ تو یہودی تھا نہ نصرانی بلکہ وہ تو (ہمیشہ اللہ کی طرف) جھکنے والا فرمانبردار تھا۔ اور وہ (ہرگز) مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے امتّی:

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں بیان کردہ اصول کے مطابق حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کے امتّی تو نہیں کہلائے جاسکتے لیکن ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ان سے پہلے نبی یعنی حضرت نوحؑ کے گروہ میں شامل قرار دیا۔

﴿۳۷:۸۴﴾ وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِیۡمَ

اور یقیناً اُسی کے گروہ میں سے ابراہیم بھی تھا۔

علامہ ابی حیّان الاندلسی لکھتے ہیں:

”بأن شریعة الیهود والنصاری متأخرة عن ابراهیم وهو متقدم علیهما، و محال أن ینسب المتقدم الی المتأخر، ولظهور فساد هذه الدعوی (أفلا تعقلون) أی هذا کلام من لا یعقل“

(تفسیر البحر المحیط۔ زیر تفسیر آیت مندرجہ بالا)

کیونکہ یہود ونصاریٰ کی شریعت بعد میں تھی اور حضرت ابراہیمؑ ان سے پہلے تھے اور پہلے والے کو بعد سے نسبت دینا محال ہے اور اس دعویٰ کے فساد کے ظاہر کرنے کو فرمایا (کیا تم عقل نہیں کرتے) یعنی یہ کہ اس کلام میں کوئی عقل نہیں۔

اس امّت کا نبی اسی میں سے ہوگا

اس قرآنی اصول کی تصدیق ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ”الخصائص الکبریٰ“ میں درج کیا ہے۔ مشہور دیوبندی عالم مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی اپنی کتاب ”النشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبﷺ“ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

”ابونعیم نے ”حلیہ“ میں حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ کا منکر ہے تو میں اسے جہنم میں داخل کرونگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! احمد کون ہیں؟ فرمایا:۔ ”میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا۔ اور میں نے ان کا نام تخلیق زمین و آسمان سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہو۔“ موسیٰؑ نے کہا ان کی امت کیسی ہے؟ فرمایا وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے جو چڑھتے اور اترتے ہر حال میں خدا کی حمد کرنے والی ہے۔ وہ اپنی کمریں باندھیں گے اور اعضاء کو پاک کریں گے۔ وہ دن میں روزہ دار اور شب میں ذکر واذکار اور عبادت گزار ہونگے۔ ان کے قلیل عمل کو قبول کروں گا اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت پر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ عرض کیا اس امت کا نبی مجھے بنادے! فرمایا اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کیا مجھے اس امت کا فرد بنادے! فرمایا تمہارا زمانہ پہلے ہے اور ان کا زمانہ آخر میں، لیکن بہت جلد میں تم کو اور ان کو دارالجلال میں جمع کردونگا۔“

قرآن و حدیث میں بیان کردہ ان اصولوں کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام امّت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے نبی یا فرد اس لئے نہیں بن سکتے کیونکہ یہ امت قرآن کریم کے نزول سے معرض وجود میں آئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول قرآن سے پہلے مبعوث ہوچکے تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کا زمانہ بھی امت محمدیہ سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ جو رکاوٹ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس امت کا نبی یا فرد بننے میں ہے بعینہٖ وہی رکاوٹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ احادیث میں جس ابن مریم کے آنے کا ذکر ہے وہ اسی امت میں پیدا ہونے والا ایک فرد ہے نہ کہ باہر سے آنے والا کوئی اور شخص، جیسا کہ اس حدیث میں کہا گیا کہ اس امت کا نبی انہی میں سے ہوگا۔ ایک اور بات جو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ غیر احمدی علماء جس دین کے پیروکار ہیں اس کی بنیاد قرآن و سنّت کیجائے خودساختہ اور من گھڑت اصولوں پر رکھی گئی ہے جس سے وہ احمدیہ مسلم جماعت کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ ہمیشہ کی طرح اُن کی ناکامی و نامرادی کی صورت میں نکلتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ الٰہی جماعت کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے اور آپ کے ماننے والے دنیا کے تمام ملکوں میں موجود ہیں جو آپ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپؑ ایک جگہ مخلوق خدا کو متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام معموروں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا ہے اس لئے اب اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولا کو راضی کرو۔“

(روحانی خزائن۔ جلد20 ص442)

اپنی وفات کے قریب 2مئی 1908 کو بعد از نمازِ عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تمام تصانیف و تقاریر اور سفروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”قولی رنگ میں اور منقولی طور سے تو اب اپنا کام ختم کرچکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔“

(الحکم 16 مئی 1908)

بقیہ: کشتی نوح ....از صفحہ 8

آپؑ نے اپنی جماعت کے ماننے والوں پر اتمامِ حجت کیا کہ اگر کسی کے دل میں جماعت کے حق میں اس خدائی معجزے بارے کوئی بھی مسئلہ ہوتو وہ اس کو بھی دور کر لے اوراحمدیت کو مکمل تقوٰی اوراطاعت وایمانداری اور صِدق دل سے اپنا لے تا کہ خدا کی نظر میں بھی وہ پا کیزہ اور مخلص قرار پائے اورطاعُون کیا ہر آزمائش سے بچایا جائے۔

طاعون کے بارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح حکمتِ عملی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانے کے لئے ٹیکا کرانے کی تجویز کی، اور بندگانِ خدا کی بہبودی کے لیے کئی لاکھ روپیہ کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لیا۔ درحقیقت یہ وہ کام ہے جس کا شکر گزاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے اور سخت نادان اور اپنے نفس کا وہ شخص دشمن ہے جو ٹیکا کے بارے میں بدظنّی کرے۔ کیونکہ بارہا یہ تجربہ میں آچکا ہے کہ یہ گورنمنٹ کسی خطرناک علاج پر عمل درآمد کرانا نہیں چاہتی بلکہ بہت سے تجارب کے بعد ایسے امور میں جو تدبیر فی الحقیقت مفید ثابت ہوتی ہے اسی کو پیش کرتی ہے۔‘‘ پھر حضرت مسیح موعودؑ ٹیکا نہ کروانے کے لیے حکومت کے گوش گذار کرتے ہیں کہ’’ پابندئ رعایت اسباب تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہوکر وہ غم جو گورنمنٹ کو ان کی جانوں کے بارے ہے اس کو سبکدوش کریں۔ لیکن ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئیے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کرواتے۔ اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اُس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوٰی سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔ اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کرکے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے۔ اس کے لیے مت دلگیر ہو یہ حکمِ الٰہی ہے جسکی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لیے اور ان سب کے لیے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا کہ ابھی میں بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں۔ یہ طریق جس پر خدا نے مجھے چلایا ہے اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہیں ہے اور آج سے بیس سال پہلے اس بلائے عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب براہینِ احمدیہ میں بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے اور اس سلسلہ کے لیے خاص برکات کا وعدہ بھی موجود ہے‘‘

(براہینِ احمدیہ۔صفحہ 518-519)

میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خُدا کے اس نشان کو ٹیکا کرا کر مُشتبہ کر دوں جس نشان کو وہ ہمارے لئیے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اسکے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتکِ عزت کر کے ٹیکہ کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہتا۔ اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہوا تو پھر تو مجھے شکر گزار اُس طبیب کا ہونا چاہئے جس نے یہ ٹیکا نکالا نہ خدا کا شکر گزار جس نے مجھے وعدہ دیا کہ ہر ایک جو اس چار دیوار کے اندر ہے میں اُسے بچاؤں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمزور احمدیوں کو جو اپنی حالت جانتے بھی تھے یہ نصیحت فرمائی کہ

’’ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں میں پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو ان کو ضرور ٹیکا کرانا چاہئے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اور جنکو اپنی رضا مندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پوری طرح قائم نہیں جو اُنکو دی گئی ہے تو انکو بھی ٹیکا کرانا مناسب ہے۔ تا وہ ٹھوکر نہ کھاویں اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکا نہ دیں۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں مختصر چند سطریں لکھ دیتا ہوں‘‘

مندرجہ بالا چند سطروں سے یہ بات بلکل واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مختصر رسالہ میں جماعت احمدیہ کے بنیادی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر اسقدر دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی تا کہ احمدیت میں شامل ہر فرد نہ صرف اپنی تعلیم کو پڑھے بلکہ کامل طور پر اس پر عمل کی بھی پوری کوشش کرے۔

مندرجہ بالا چند سطروں سے یہ بات بلکل واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مختصر رسالہ میں جماعت احمدیہ کے بنیادی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر اسقدر دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی تا کہ احمدیت میں شامل ہر فرد نہ صرف اپنی تعلیم کو پڑھے بلکہ کامل طور پر اس پر عمل کی بھی پوری کوشش کرے۔

خداتعالیٰ کی دی گئی خبر اور اس کے وعدوں کی خبر پا کر کہ وہ سچے اور اپنے عہد کا پاس کرنے والے احمدیوں کو طاعون سے محفوظ رکھے گا اور یہ بھی کہ ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پیاری جماعت کو ہندوستان میں پھوٹنے والی نہایت تباہ کن طاعون کے ظاہر ہونے اور اس کے نتیجے میں کی جانے والی دعاؤں کے قبول کئے جانے کی عظیم خوشخبریوں کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہمیں عطا فرما دیا۔ اور اپنے ماننے والوں کو خدا کی منشاء واضح کرنے اور ان پر اتمام حجت کے طور پر یہ رسالہ حکمت اور معرفت سے پُر لکھا۔ اور اپنے دل سے اٹھنے والی پر درد آواز کو اپنے ماننے والوں تک پہنچانے کے لیے ایک بے نظیر تصنیف میں آئندہ کئی نسلوں تک کے لیے نصائح اور جماعتی لائحہ عمل مہیا فرما دیا۔

اہم مضامین کشتی نوح	صفحہ نمبر
خُدا پر ایمان	3
طاعون کی خبر آسمانی صحیفوں میں	5
کچھ ذکر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کا	8
جماعت کے افراد کو نصائح اور احمدیت اسلام کی بے نظیر تعلیم	19،18،10
بروزی نبی ہونے کی مِثالیں	16
مسیح مُوسویؑ کی وفات کے دلائل	11،16،17
بیعت کی حقیقت	18
جھوٹی وحی کا دعوٰی کرنے والا ہلاک کیا جائے گا	28
قرآن اور انجیل کا مُقابلِہ، دونوں کتب میں دعا کا فرق، خدا کی زمینی بادشاہت کا فرق اور وضاحت	28،34
خدا کی زمین پر بادشاہت کی حِکمت اور دلیل	36
سورہ فاتحہ اور خُدا کی زمین پر بادشاہت کے اسرار و موز	12
وفادار خُدا کی محبت پانے کے لیے اُس کا دامن تھامے رکھنا	20
پیلاطوس موسوی کی ’’پیلاطوس‘‘ مُحمدیؐ میں فرق اور مماثلت	55

بقیہ: طبیبِ اعظمؐ...... از صفحہ 5

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک شخص گزرا جس نے مہندی کا خضاب لگا رکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ کتنا عمدہ ہے پھر دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور نیل کا خضاب لگا رکھا تھا تو رسول کریمؐ نے فرمایا یہ اس سے بھی عمدہ ہے۔ پھر ایک تیسرا شخص گزرا جس نے زردہ کا خضاب لگا رکھا تھا آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا یہ سب سے عمدہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اللباس بابُ الخِضَابِ بِالصُّفرَۃِ)

نیل ایک پودا ہے جو میدانی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے پتے زیتون کے پتوں کی مانند ہوتے ہیں۔ اس کی لمبائی پانچ سے چھ فٹ کے برابر ہوتی ہے۔ جب اس کے پتے کو توڑا جائے تو سیاہ ہوتا ہے۔ اس کی جڑیں پانی میں ابال دی جائیں تو روشنائی بن جاتی ہے۔ حکیم حضرات قے یا اسہال لانے کی صورت میں 2 گرام گرم پانی کے ساتھ دیتے ہیں جس سے اسہال ہوجاتے ہیں اور بھی مختلف کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ نیل کتم زردہ یہ سب چیزیں بالوں کو رنگنے کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہیں۔

کتم (Katam)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کتم نیل پتوں کو کہتے ہیں جب کے کتم ایک الگ پودا ہے۔ جس کو نیل کے ساتھ ملا کر خضاب کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

زردہ (yellow colourZarda)

زردہ ایک ایسا خوشنما پودا ہے اس کے زرد رنگ کے پتے ہوتے ہیں اور یہ رنگنے کے کام آتا ہے۔ اسے خضاب کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مہندی میں تھوڑا سا ڈال کر لگانے سے بالوں کا رنگ خوشنما ہو جاتا ہے۔

(جاری ہے)

عفت وہاب بٹ ۔ ڈنمارک

’’کشتی نوح‘‘

رسالہ ’’آسمانی ٹیکا‘‘ جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کے لئے تیار کیا گیا

5 اکتوبر 1906ء کو لکھی جانے والی کشتی نوح جیسی عظیم الشان تصنیف کوحضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو اور ناموں سے بھی مزیَّن کیا۔اس رسالہ کا دوسرا نام ’’دعوت الایمان‘‘ اور تیسرا نام’’تقویۃ الایمان‘‘ دیا گیا۔

خاکسار کی ناقص رائے میں ہمارے نوجوانوں کو خُدائے عزّوجل کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور جماعت احمدیہ کےحق میں پورا ہونے والا عظیم الشان نشان یعنی طاعون کا اس کے اسقدر جلیل القدر معجزہ کے طور پر ظاہر ہونے کی نوعیت اور شرائط کو کھول کرسمجھانے اور دوہرانے کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔اس لیے بھی یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ہمارے آئندہ نسلوں کو اس بات میں بھی واضح فرق کا علم ہونالازمی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئیے طاعون کا معجزہ آسمان سے ظاہر ہونا مقدر ہو چکا تھا اور اس میں کسی انسانی ہاتھ کو کوئی دخل نہ تھا۔ اورخدائے بزرگ و برتر نے اس کی خبرعرصہ دراز پہلے سے دے رکھی تھی۔ آج کی ظاہر ہونے والی وباء کا (کرونا) ہرگز اُس وقت کے طاعون کی وباء سے کوئی مقابلہ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ خدا کا احمدیت اسلام کی مضبوطی کے لیے ایک عظیم معجزہ تھا۔ آج کے نوجوانوں کی اکثریت میں جوخاص طور پر پاکستان سے باہر پیدا ہوئے اور پلے بڑھے ہیں انکی اُردو زبان کا نہ وہ معیار ہے اور نہ ہی وہ اتنی سلیس اردو سے واقفیت رکھتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خوبصورت اور انتہائی اعلیٰ طرزِ بیان کے معیار کو ازخود سمجھ سکنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ لہٰذا اِن اہم ترین پیشگوئیوں اور تعلیمات کو بارہا دوہرانے اور سمجھانے کی ضرورت آج سے زیادہ شائد کبھی نہیں تھی۔

خاکسار آج کے اس مختصر مضمون میں کشتی نوح میں تحریرحضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش کردہ وضاحت وتفصیل خود آپؑ کے اپنے الفاظ میں بیان کر کے اس مضمون کا مختصراًاحاطہ کی کوشش کرے گی اور اس رسالہ میں مذکوراور بہت سے موضوعات کا ایک انڈیکس بھی تحریر کرنے کی جسارت کرنا چاہے گی تا کہ بوقت ضرورت کچھ موضوعات کو ڈھونڈنا آسان ہو سکے۔ گوکہ جس قدر زبردست اور واضح دلائل سے یہ مختصر رسالہ مزین ہے اسکا احاطہ کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

ہندوستان میں طاعون پھوٹ چکی تھی اورشہروں کو ویران کرنے او راجاڑنے کی جانب تیزی سے گامزن تھی۔حکومت کی جانب سے احتیاطی تدابیر کی جارہیں تھیں تمام قوم کو ٹیکا لگوانے کی مہم زوروشور سے جاری تھی۔ مگر وقت کا امام اور مسیح ومہدی خدا سے رازو نیاز میں ہمہ تن مصروف تھا اورتڑپ تڑپ کر اپنے ماننے والوں کی جان کی بھیک مانگ رہا تھا۔ گو کہ حضرت مسیح موعودؑ خُدا تعالیٰ کی مسیح ومہدیؑ کی آمد کے حق میں ظاہر ہونے والے نشانات میں سے ایک اور نشان (طاعون) کو پورا ہوتے دیکھ رہے تھے مگر اِس کے باوجود یہ پیار او جود اسکے رحم کو پکار رہا تھا اپنے پیاروں کا غم اور دکھ کا تصور بھی اس پاک ذات کے لئیے سوُہانِ روح ہو چکا تھا اور پھر پیارے اور رحیم وکریم خُدا سے خوشخبریوں کی نوید پاتے ہی کہ اِنّیِ اُحَافِظُ کُلَّ مَن فِي الدَّار یعنی جو بھی تیری چار دیواری میں داخل ہو گا اس موذی مرض کے شر سے محفوظ رہے گا۔ یہ پاک وجود اس غم میں غرق رہنے لگا کہ تمام وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے ایسے پاک اور ایسے پکے ایمان والے ہو جائیں اور بیعت کی تمام شرائط کو سمجھ کر اُس پرسختی سے کاربند ہو جائیں تا کہ خدا کی تقدیر کہیں اُن کو عہد کے توڑنے والوں میں شامل کر کے طاعون کا شکار نہ کر دے۔

اسی غرض کو پورا کرنے کے لئیے حضور اقدس نے مناسب سمجھا کہ ممبران جماعت کو مطلع کیا جائے کہ اب کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے اور واضح اشارے کہ طاعون سے حضرت مسیح موعود پر کامل ایمان لانے والے بچالئے جائیں گے لہٰذا آپ نے اسلام احمدیت کے سائے تلے اکٹھے ہونے والوں کی آسانی کے لیے سچی اسلام احمدیت کی تعلیم کی وضاحت فرمائی۔ دوسرا یہ کہ ٹیکہ نہ لگوانے کی کیا مصلحت ہے اور اس بارے میں حکومت کے مشورہ کو نہ مان سکنے بارے معذرت اور وجوہات سے بھی حکومت وقت کو مطلع کیاجانا آپ علیہ السلام کے مقصودِ نظر تھا اور اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رسالہ کو’’آسمانی ٹیکا جو طاعُون کے بارے میں اپنی جماعت کے لئیے تیار گیا‘‘ کے موٹو سے خاص کیا تا کہ پڑھنے والے کو اِس کے متن پر اور سیاق و سباب بارے فوری اطلاع مل سکے۔

طاعون جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے عین مطابق مسیح اور مہدی کی سچائی پر مہر ثبت کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ اس انتہائی زبردست نشان اور معجزے بارے لکھے گئے اس رسالہ نے سعید فطرت لوگوں کو مسیح ومہدی موعود علیہ‌لسلام اور انکے دعوے کی سچائی کو نتھار کر ہر دوسری چیز سے علیحدہ کر کے دکھا دیا۔ خدا کے پیارے اور برگزیدہ مسیح اور مہدیؑ نے طاعون جیسی مہلک، جان لیوا وبا کے ہندوستان میں پھوٹنے اور حکومت کی کوششوں کو جو اِس کے انسداد کے لیے کی جارہی تھیں کو کماحقہ بیان کیا اس کے علاوہ طاعون سے بچاؤ کے لیے جماعت کے افراد کو ٹیکا نہ لگوانے کی وجوہات کا تفصیلی احاطہ کیا اور مدلّل طور پر وضاحت کے علاوہ اپنا موٴقف بہت خوب واضح فرما دیا۔

بقیہ صفحہ 7 پر

آج کی دعا

فِیۡ حِفۡظِ اللّٰہِ وَفِیۡ کَنَفِہٖ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقۡوٰی وَغَفَرَلَکَ ذَنۡبَکَ وَوَجَّھَکَ لِلۡخَیۡرِ اَیۡنَ مَا تَوَفَّیۡتَ وَاَیۡنَ مَا تَوَجَّھۡتَ

ترجمہ:

تو اللہ کی حفاظت میں اور اس کے پہلو میں رہے اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادِ راہ بنائے اور تیرے لئے تیرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف ہی تجھے پھیرے جہاں کا بھی تو ارادہ کرے یا جہاں بھی تو رخ کرے۔

یہ ہمارے سید ومولیٰ، خیرالبشر، خاتم الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی سفر کی دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

اس وقت مَیں سفر سے متعلق چند احادیث بھی بیان کروں گا جن میں آنحضرت ﷺ نے نصائح بھی فرمائی ہیں، رہنمائی بھی فرمائی ہے، سفر کرنے والوں کو دعائیں بھی دی ہیں تا کہ یہ سفر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائیں۔ آنحضرت ﷺ سفر کرنے سے پہلے، سفر کرنے والوں کو کس طرح دعا دے کر رخصت فرمایا کرتے تھے، اس بارے میں روایت میں آتا ہے، حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے نبی! میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کب؟۔ اس نے کہا کل۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ اس کے پاس آئے اور اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے فرمایا فِیۡ حِفۡظِ اللّٰہِ وَفِیۡ کَنَفِہٖ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقۡوٰی وَغَفَرَلَکَ ذَنۡبَکَ وَوَجَّھَکَ لِلۡخَیۡرِ اَیۡنَ مَا تَوَفَّیۡتَ وَاَیۡنَ مَا تَوَجَّھۡتَ تو اللہ کی حفاظت میں اور اس کے پہلو میں رہے اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادِ راہ بنائے اور تیرے لئے تیرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف ہی تجھے پھیرے جہاں کا بھی تو ارادہ کرے یا جہاں بھی تو رخ کرے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 اپریل 2008ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل آن لائن سیرالیون

سیرالیون کے واٹرلو Waterloo ریجن میں مسجد کا افتتاح و تقریبِ آمین

مکرم افتخار احمد گوندل صاحب ریجنل مبلغ واٹرلو ریجن تحریر کرتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون کو مورخہ 8؍ جنوری کو واٹرلو ریجن کی جماعت مارومبا ٹاؤن Maromba Town میں ایک نئی مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ مسجد کے افتتاح کے ساتھ ایک تقریب آمین بھی منعقد ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

اس علاقہ میں جماعت کا نفوذ کچھ عرصہ قبل ہی ہوا تھا اور ان کی تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس علاقہ میں مسجد کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ مرکز سے منظوری کے بعد 13؍ جنوری 2020 کو خاکسار نے امیرو مشنری انچارج سیرالیون کی نمائندگی میں اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ اس موقع پر اس علاقہ کے اکثر احمدی احباب اور غیر از جماعت ائمہ بھی سنگِ بنیاد کی اس سادہ تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ اس موقع پر ایک بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔

اس مسجد کا کل مسقف احاطہ 30*45؍ فٹ ہے اور اس میں قریبا 250؍ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مورخہ 8؍ جنوری 2022ء کو افتتاح کی تقریب کا باقاعدہ آغاز مکرم محترم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیرو مشنری انچارج سیرالیون کی صدارت میں تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا جس کی سعادت مکرم یونس کروما صاحب کو حاصل ہوئی۔ اس کے بعد دو بچیوں عزیزہ سعیدہ فوفانہ اور عزیزہ میمونہ کروما نے حدیث اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔ عزیزہ ماریہ کمارا اور عزیزہ آمنہ کمارا نے قصیدہ یاعین فیضِ اللّٰہ والعرفان ترجمہ کے ساتھ پیش کیا۔

اس کے بعد مکمبا ٹاؤن کے ہیڈ میں مکرم سعیدو بنگورا صاحب نے مکرم امیر صاحب اور جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت احمدیہ نے ہمیں خدا کا گھر خوبصورت مسجد کی شکل میں بنا کر دیا ہے جس سے گاؤں کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا ہے۔ چرچ ممبر مسٹر سیموئیل نے بھی اس گاؤں میں مسجد کی تعمیر کو سراہا اور جماعت کو ویلکم کہا۔

13؍ دیہاتوں سے غیر از جماعت ائمہ کرام اور دیگر اہم چیفس بھی اس موقع پر موجود تھے۔ مکرم نذیر احمد علی کمانڈا بونگے جو کہ سیرالیون کی نیشنل فائر فورس کے چیف فائر آفیسر ہیں اور واٹرلو جماعت کے صدر اور نیشنل ایگزیکیٹو ممبر بھی ہیں انہوں نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود ؑ کی آمد کے ساتھ ساری دنیا میں اسلام کے احیائے نو اور مساجد کی بکثرت تعمیر کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی اور کاوشوں کے بارے میں بتایا۔

مکرم امیر صاحب نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ظہور امام مہدی و مسیح موعود ؑ کے متعلق تفصیل سے بیان فرمایا۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے مخالفتوں کے باوجود بڑی شان سے ہر میدان میں آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اور ہر شعبہ میں خدمتِ انسانیت میں پیش پیش ہے۔ نیز اسلام کے مختلف فرقوں میں راہ پا جانے والی متفرق غیر اسلامی بدعتوں کا بھی اللہ کے فضل سے آہستہ آہستہ خاتمہ ہو رہا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے خطاب کے بعد باقاعدہ فیتہ کاٹ کر مسجد کا افتتاح فرمایا و دعا کروائی جس کے بعد آپ نے اس مسجد میں نماز ظہر باجماعت پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد تمام شاملین کے لئے ظہرانہ پیش کیا گیا۔

رپورٹ: انیس رئیس۔ مبلغ انچارج جاپان

جاپان میں ہائی سکول کے طلباء کو لیکچر بعنوان ’’مسلمانوں کا طرزِ زندگی‘‘

جاپان دنیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے جہاں شرح خواندگی تقریباً سو فیصد ہے۔ شرح خواندگی جانچنے کے ایک سروے کے نتائج کے مطابق 99فیصد سے بھی زیادہ لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ جاپان میں 9ویں کلاس تک کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ لیکن تحصیل علم کے عمومی ذوق و شوق کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہائی سکول کے طلباء میں سے تعلیم ادھوری چھوڑ کر سکول کو الوداع کہنے کی شرح جاپان میں سب سے کم بیان کی جاتی ہے۔ محض 1.4فیصد طلباء ہائی سکول کی تعلیم ادھوری چھوڑ دیتے ہیں جبکہ امریکہ میں یہی شرح تقریباً 5فیصد بیان کی جاتی ہے۔

جاپان کے نظام تعلیم کی ایک اور بڑی خوبی یہ ہے کہ پرائمری سے لے کر ہائی سکول کی سطح تک کی تعلیم میں مساوات اور برابری کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ نظامِ تعلیم اور سکول جانے کی روایات اس رنگ میں ترتیب دی گئی ہیں کہ طبقاتی فرق محسوس نہ کیا جا سکے مثلاً پرائمری سکول کے بچوں کے لئے لازم ہے کہ وہ گھروں سے پیدل سکول جائیں اور پیدل سکول جانے کے لیے انفرادی اور اکیلے نہیں بلکہ محلہ کے بچوں کے گروپ کے ساتھ سکول جانا لازم ہے۔ یہ طریق بھی بچپن کی سطح سے بچوں کو مساوات

اور برابری کا درس دیتا ہے۔

جاپانی سکولوں کے طلباء کے شعور و آگہی کو بڑھانے کے لئے ہائی سکول اور سینئر ہائی سکول کی سطح پر بین الاقوامی تبادلہ ءخیال کی کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ سکولوں کے اساتذہ کے علاوہ مختلف ممالک اور تہذیب و ثقافت سے تعلق رکھنے والے افراد بھی ان کلاسوں میں شرکت کر کے طلباء کو لیکچر دیتے اور غیر ملکی تہذیب و ثقافت سے متعارف کرواتے ہیں۔

اسی طرح کا ایک پروگرام مؤرخہ 14دسمبر 2021ء کو جاپان کے صوبہ آئی چی کے شہر Okazaki کے سرکاری سکول میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر دو کلاسز میں ایک ایک گھنٹہ کے لئے لیکچر دیا گیا۔ جاپان طلباء نے مسلمانوں کے طرزِ زندگی میں غیرمعمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ کھانے پینے کے بارہ میں اسلامی تعلیم اور اس کا فلسفہ، لباس اور عبادات کے بارہ میں مسلمانوں کی روایت کے بارہ میں مختلف سوالات کئے گئے۔

خاکسار نے طلباء کے مختلف سوالات کے جواب میں قرآن کریم اور اس کی پاکیزہ تعلیم کا تعارف کروایا کہ یہ وہ کتاب اور اصول ہیں جن کے مطابق مسلمانوں کو زندگی گزارنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ گو کہ مسلمانوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اس تعلیم کو فراموش کرتے ہوئے مختلف برائیوں میں مبتلاء ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تعلیم ہمیں عطا کی گئی ہے وہ نہایت پاکیزہ اور معاشرہ میں ایک انقلاب برپا کرنے والی ہے۔ قرآن کریم ایسی مشکل کتاب نہیں کہ جو سمجھ نہ آسکے، بلکہ اس میں روزمرہ کے اخلاق و آداب، شادی بیاہ سمیت، والدین کی خدمت اور دوسروں کی عزت واحترام اور طنز و تمسخر سے بچنے جیسے سماجی اصول پیش فرمائے گئے ہیں۔

بعد ازاں سکول کے ہیڈ ماسٹر اور اسٹاف نے بذریعہ ای میل شکریہ ادا کرتے ہوئے طلباء کے تاثرات کے بیان کئے کہ اس لیکچر سے ان کی معلومات میں اضافہ ہوا ہے اور مسلمانوں کے طرز زندگی کو سمجھنے میں مدد ملی ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | GET IT ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سدید احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بلغاریہ

شمال مغربی بلغاریہ میں ضرورت مندوں کی امداد

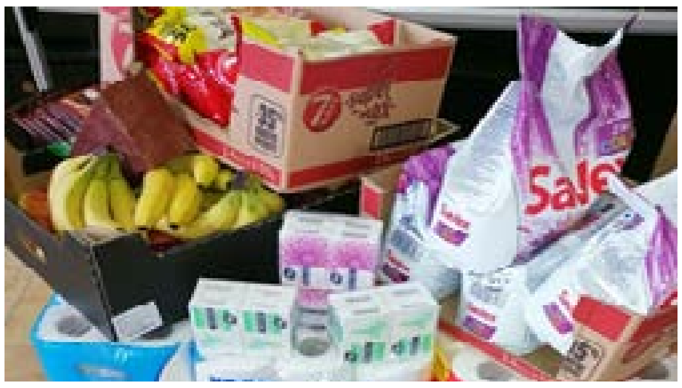

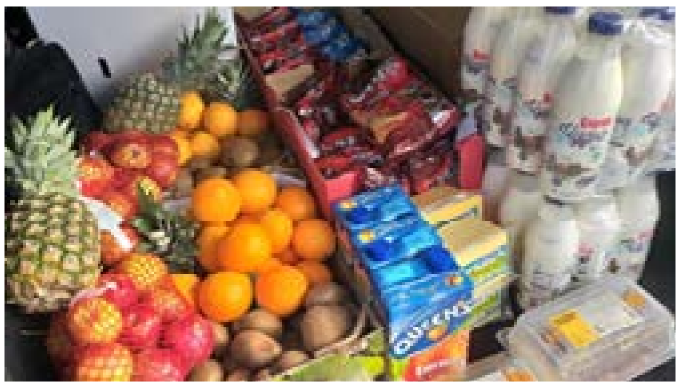

دسمبر کے مہینے میں موجودہ کروناوائرس کی وبا کی وجہ سے بڑھتی ہوئی مالی مشکلات اور بے روزگاری کے حالات میں، اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے جماعت احمدیہ بلغاریہ کو بلغاریہ کے اِس وبا سے سب سے زیادہ متاثرعلاقوں میں ضروری اشیاء کے پیکیجزاور جماعتی پمفلٹس تقسیم کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ اِن پیکجز کی تقسیم کے لئے ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی نے فنڈزمہیا کئے۔ ان میں سے زیادہ ترپیکجز بچوں اور اُن لوگوں میں تقسیم کئے گئے جو سوشل سینٹرز میں رہتے ہیں یا جن کی ذمہ داری برکوویتسا، مونٹانا، لُوم، ویدِن، پلودیو، اور بلاگویوگراڈ کی میونسپلٹیز نے اُٹھا رکھی ہے۔ اِن ڈونیشنز پر میونسپلٹیز نے ان اقدام کو بہت سراہا اورشکریہ ادا کیا۔

’’مونتانا‘‘میونسپلٹی کے ’’سینٹ مینا‘‘ کمپلیکس کی ڈائریکٹرمسز ایلیوا نے کہا کہ:

’’آج کی مادی دنیا میں، آپ نے ہم پر ثابت کر دیا ہے کہ اب بھی انسانیت، سمجھ بوجھ اور ضرورت مندوں کے لیے ہاتھ پھیلانے والے لوگ موجود ہیں۔ روزانہ کی مشکلات پر قابو پانے اور شدید معذوری والے بچوں کی ضروریات کے لیے بہتر دیکھ بھال فراہم کرنے کے لیے آپ کی مدد کے لیے آپ کا شکریہ۔

اور ہم، وہ مائیں جو ’’مدر اینڈ بیبی‘‘ یونٹ برائے صحت اور سماجی خدمات ’’سینٹ مینا‘‘ کے کمپلیکس میں اپنے بچوں کی پرورش کر رہی ہیں، آپ کی اس مدد کے لئے شکر گزار ہیں۔ اس عمل کے ساتھ، آپ نے ہماری زندگی کے مشکل لمحات میں ہمارا ساتھ دیا ہے کہ جبکہ ہم اکیلے اپنے بچوں کی پرورش کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ مستقبل میں ہمیں آپ کی حمایت اور مدد ملے گی کیونکہ ہم سب سے قیمتی چیز یعنی بچوں کی نشوونما کے لیے ایک بہتر ماحول اور حالات فراہم کرنے کی خواہش کے ساتھ متحد ہیں۔ میرے دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ!‘‘

وِدن میونسپلٹی کے میئر ڈاکٹر تسویتان سنکوف نے تحریری طور پر اظہار تشکر کیا کہ:

’’براہ کرم اپنے عطیہ کے لیے میرا دل سے شکریہ قبول کریں۔‘‘

میونسپلٹی آف وڈن میں سماجی خدمات کے انتہائی ضرورت مند صارفین کے لیے آپ نے جو فوڈ پیکجز فراہم کیے ہیں وہ ایک بہترین تحفہ ہیں۔ میں ان نیک اقدام کو سراہتا ہوں، کہ جن سے انتہائی کمزور طبقے کے بہت سے لوگ خوش ہوں گے۔

اس نیک کام کے لئے آپ کا شکریہ اور آپ کو اس کا اجر ملے! میں آپ اور آپ کے ساتھیوں کی صحت، خوشحالی، بہت سی کامیابیوں اور نئے سماجی اقدام کی تمنا کرتا ہوں!‘‘

سنٹر فار پبلک سپورٹ کی ٹیم - بلاگویوگراڈ میونسپلٹی نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ:

’’بلاگویوگراڈ میونسپلٹی کے سوشل سروسز کمپلیکس کے بجٹ یونٹ کے بچوں اور پسماندہ خاندانوں کو فراہم کی گئی مدد اور ہمدردی کے لیے بے انتہا شکریہ۔‘‘

دعاہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پہلے سے بڑھ کرنیکیاں کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور حقیقی رنگ میں خلافت کا سلطانِ نصیر بنائے۔ آمین

فقہی کارنر

ضرورت کے لئے تصویر کا جواز

ای ایک احمدی صاحب نے سوال کیا کہ گاؤں کے لوگ اس لئے تنگ کرتے ہیں کہ آپ نے تصویر کھچوائی ہے اس کا ہم کیا جواب دیویں؟

فرمایا:اگ انسان جب دنیاوی ضرورتوں کے لئے ہروقت پیسہ، روپیہ وغیرہ جیب میں رکھتا ہے جن پر تصویر وغیرہ بنی ہوئی ہوتی ہے تو پھر دینی ضرورت کے لئے تصویر کا استعمال کیوں روانہیں ہوسکتا ان لوگوں کی مثال لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ(الصّف:3) کی ہے کہ خود تو ایک فعل کرتے ہیں اور دوسروں کو اسے معیوب بتلاتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کے نزدیک تصویر حرام ہے تو ان کو چاہیئے کہ کل مال وزر باہر نکال کر پھینک دیں اور پھر ہم پر اعتراض کریں اور یہ ملاں لوگ جو بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ ایک پیسہ کو تو وہ ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے۔

(البدر 25۔ستمبر 1903ء صفحہ 381)

(داؤد احمد عابد مربی سلسلہ برطانیہ)

چھوٹی مگر سبق آموزبات

بے جا غصہ انسانی عقل، حکمت، شخصیت اور صحت کا دشمن ہے۔ اکثر جھگڑے غصے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ غصے میں انسان اپنے ہوش وحواس کھو دیتاہے اور ایسی باتیں اور حرکتیں کر دیتا ہے جس سے بعد میں ندامت ہوتی ہے۔ کسی بھی مشکل وقت میں غصے کی بجائے اپنے حوصلے بلند رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں وہی مشکل کشا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔نہیں نہیں۔ اصل بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیلِ اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 121 ایڈیشن 2016ء)

مدیحہ مصور کاہلوں۔ ریجائنا، کینیڈا

12فروری2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:36	18:17
مدینہ منورہ	05:38	18:15
قادیان	05:51	18:12
ربوہ	05:31	17:52
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:52	17:14